۷۸۶

ولادتِ خیر الانامؐ

۸۴ ۱۳ھ

یعنے

پیغمبرِ اسلام محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخِ ولادت نظریۂ علوی کی روشنی میں

مولانا حبیب الرحمٰن خاں صابری، سابق پیلس لائبریرین، مرشد آباد

مولوی اسحٰق النبی صاحب علوی کا مقالہ "واقعاتِ سیرتِ نبویؐ میں توقیتی تضاد اور اُس کا حل" جو مئی ۱۹۶۴ء سے ماہ نامۂ بُرھان میں مسلسل شائع ہوا ہے، نظر سے گزرا۔ فاضل محقق نے جہاں مکّی تقویم کی بازیافت کرکے تقریباً چودہ (۱۴) سو سالہ اُلجھے توقیتی مسائل کو سلجھا کر اربابِ تاریخ کے سامنے رکھا ہے، وہاں اربابِ بصیرت کو ماقبلِ ہجرت کی توقیتی گتھیوں کو اِسی تقویم کی بُنیاد پر کھولنے کی بالواسطہ دعوتِ فکر وعمل دی ہے۔ مثلاً اِن حقائقِ ثابتہ کے باوجود کہ نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اور رحلت دونوں بارہ (۱۲) ربیع الاول کو پیر کے دن ہوئیں، اور وفات کے وقت آں حضرتؐ کی عمرِ شریف ترسیٹھ (۶۳) برس سے زائد نہ تھی، سالِ ولادت کی تعیین میں آج بھی اختلاف ہے۔ اکثر متقدمین، نیز موجودہ زمانے کے بعض ایشیائی اور یورپی مؤرخین —— محمود فلکی، مولانا شبلی اور پالمر وغیرہ —— کے نزدیک خالص قمری حساب سے ۵۷۱ء ہے، اس سنہ کو سالِ ولادت مانا جائے تو پیر کا دن ۸ اور ۱۵ ربیع الاول کو پڑتا ہے۔ پرسیوال نے ہر تیسرے قمری سال پر ایک مہینہ بڑھاتے ہوئے قمری کو شمسی سالوں سے تطبیق دے کر سالِ ولادت ۵۷۰ء قرار دیا ہے، جو تاریخی شواہد اور حسابی کسوٹی پر پورا نہیں اُترتا۔

چنانچہ راقم السطور ۱۹۵۷ء سے مسئلۂ ولادت کے سلسلے میں چھان بین کر رہا تھا، مگر ہنوز روزِ اوّل تھا۔ آخر ہمت ہار گیا۔ جب علوی صاحب کا "دو تقویمی نظریہ محولۂ بالا" پڑھا تو پھر ہمت بندھی اور مکّی تقویم کی روشنی میں اس کا حل تلاش کیا۔ بحمدہٖ تعالیٰ کامیابی ہوئی، یہ حل ایک مختصر مقالے کی شکل میں حاضر ہے، ــــ امید کی جاتی ہے کہ فاضل محقق کی دریافتہ مکّی تقویم کی روشنی میں ماقبلِ اسلام کے مزید اہم واقعات کی تاریخیں و سنین بھی درست ہو سکیں گے۔

حبیب صابری

طَالِعُ قُدْسِیٍّ جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيرًا ۰ ۱۳۸۴ھ

مسئلہ ولادت اور دستاویزی فقدان

دیکھا جاتا ہے کہ اِس زمانے میں جو ڈیڑھ ہزار سال پیشتر کے مقابلے میں کہیں زیادہ حقیقت پسند متمدّن اور مہذب کہلانے کا مستحق ہے، عوام تو عوام خواص سے اُن کی تاریخِ پیدائش پوچھی جائے تو گمانِ غالب ہے کہ فی صدی ایک کیا فی ہزار ایک بھی ایسی سندیں مشکل دستیاب ہوں گی، اِسی پر قیاس کر کے اگر پیغمبرِ اسلام سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تاریخِ ولادت کا کوئی باقاعدہ دستاویزی ثبوت نہ ملے تو کوئی عجب نہیں۔ پھر ایسے بچّے کی تاریخِ ولادت یاد نہ رکھنی جو سایۂ پدری سے ناآشنا ہو، جس نے دادا اور پھر چچا کے آغوش میں پرورش پائی ہو اور مزید یہ کہ متوسط الحال گھرانے سے تعلق رکھتا ہو، ناقابلِ قیاس نہیں، اِس کے علاوہ اُس دَور کے پیدا ہونے والے یا عصری اہم واقعات کے اندراجوں کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ قریش کے اکثر ذی ثروت، باعزت اور مشہور خاندانوں کے افراد کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں، مگر اِن کے پیدا ہونے کی تاریخوں سے ہم واقف نہیں، اِن سب کے باوجود پھر بھی تاریخ میں ایسی شہادتیں موجود ہیں، جن سے پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخِ ولادت باسعادت کے متعلق جو روایتیں ملتی ہیں۔ انھیں بڑی حد تک حق بجانب قرار دیا جا سکتا ہے۔ ہم یہاں اُن روایتوں کو مختصراً پیش کرتے ہیں:

یوم ولادت

الف ـ صحیح مسلم شریف میں ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوشنبے کے صوم کا سبب پوچھا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا "میں پیر کے دن پیدا ہوا ہوں، اور پیر ہی کے دن مجھ پر وحی نازل ہوئی"۔ علامہ ابن حجر نے افضل القریٰ میں آپؐ کے یوم ولادت کے بارے میں اس حدیث "ذٰلك یوم ولدت فیه ــــ میں اسی دن پیدا ہوا" کو سنداً پیش کیا ہے۔

ب - محدثوں اور مؤرخوں نے آپؐ کی ولادت کی تاریخیں —— دو[۲]، آٹھ[۸]، دس[۱۰]، بارہ[۱۲]، سترہ[۱۷]، اٹھارہ[۱۸] اور بائیس[۲۲] بیان کی ہیں۔

طبری اور ابن خلدون نے بارھویں[۱۲] اور ابوالفدا نے دسویں[۱] تحریر کی ہے۔ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی بارھویں[۱۲] کو اشہر و اکثر مانتے ہوئے لکھتے ہیں: "عملِ اہلِ مکہ برین ست و رزیارت کردنِ ایشاں موضعِ ولادت شریف را درین شب و خواندنِ مولود وانچہ از آداب و اوضاع آنست در شبِ دوازدہم[۱۲] —— اہلِ مکہ اسی رات میں مکانِ ولادت کی زیارت کرتے، مولود پڑھتے اور شایانِ شان تعظیم و تکریم بجا لاتے ہیں (مدارج النبوۃ)

شرحِ مواہب میں امام ابنِ کثیر سے منقول ہے "ھوالمشھور عند الجمھور وھوالذی علیہ العمل —— جمہور کے نزدیک یہی مشہور اور اسی پر عمل ہے۔"

ماہِ ولادت | ج- ولادت کے مہینے بھی اسی طرح مختلف بیان کئے گئے ہیں: محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الآخر، رجب اور رمضان، مگر قولِ جمہور ربیع الاوّل ہے۔

(۱) مدارج النبوت میں ہے" مشہور آنست کہ در ربیع الاول بود — مشہور ہے کہ ربیع الاوّل میں ہوئی۔"
شرح الہمزیہ میں ہے: "الاصح فی شھر ربیع الاول —— صحیح ترین یہ ہے کہ ربیع الاوّل میں ہوئی۔"
مواہب میں ہے: "وھو قول جمھور العلماء —— یہی جمہور علماء کا قول ہے۔" آگے چل کر ہے۔ "فی ربیع الاول علی الصحیح —— قولِ صحیح پر ربیع الاوّل میں ہوئی۔" صاحبِ شرحِ زرقانی تحریر کرتے ہیں۔ "قال ابن کثیر ھوالمشھور عند الجمھور وعلیہ العمل —— ابن کثیر نے کہا کہ جمہور کے نزدیک یہی مشہور اور اسی پر عمل ہے۔" نسیم الریاض میں تلقیح سے ہے۔ "اتفقوا علی انہ ولد یوم الاثنین فی شھر ربیع الاول —— ماہِ ربیع الاوّل میں پیر کے دن کی ولادت پر اتفاق ہے۔" یہی صفوہ میں ہے۔ جسے علامہ زرقانی اور ابن الجزار نے نقل کیا۔ فاضل قسطلانی اور علامہ زرقانی فرماتے ہیں۔ "المشھور انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول وھو قول محمد بن اسحٰق امام المغازی وغیرہ —— مشہور ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر کے دن بارہ[۱۲] ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔ یہی امام المغازی محمد بن اسحٰق وغیرہ کا قول ہے۔"

---

[۱] ابوالفدا ص ۱۱۶ –

(۲) علماء نے محرم، رجب اور رمضان کی نفی کی ہے۔ مواہب میں ہے۔" لم یکن فی المحرم ولا فی رجب ولا فی رمضان —— ولادت نہ محرم میں ہوئی، نہ رجب میں اور نہ رمضان میں۔" صاحب شرح ام القری وعلامہ ابن الجوزی اور ابن الجزار نے اِسی پر اجماع کیا۔

بعثت، ہجرت اور رحلت کے وقت عمر شریف بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔" چالیس سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی، اس کے بعد حضور تیرہ سال مکے میں رہے، اس کے بعد آپ کو ہجرت کا حکم ہوا تو آپ نے مدینے کو ہجرت فرمائی، اور وہاں دس برس قیام پذیر رہے، اس کے بعد آپ نے وفات پائی۔"

سالِ عام الفیل میں ولادتِ اقدس شیخ محقق تحریر فرماتے ہیں۔" بداں کہ جمہور اہلِ سیر و تواریخ بر آنند کہ تولدِ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در عام الفیل بود، بعد از چہل روز تا پنجاہ و پنج روز وایں قول اصح اقوال است —— جاننا چاہیے کہ جمہور اہلِ سیر و تواریخ متفق ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں حملۂ اصحابِ فیل سے چالیس دنوں سے لے کر پچپن دنوں کے بعد پیدا ہوئے، اور یہی صحیح ترین قول ہے۔ (مدارج)"

ہم عمر صحابی کا بیان ابرہہ یمنی کا حملہ مکے کی تاریخ میں اس قدر اہمیت رکھتا تھا کہ اس کی یادگار میں ایک مستقل سنہ جاری کیا گیا تھا، جسے عام الفیل کہا جاتا تھا۔ اس حملے کی ہیبت مکے والوں کے دلوں سے مدتوں نہ گئی۔ چنانچہ قیس بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اُسی سال پیدا ہوئے تھے اپنا سالِ پیدائش یاد تھا۔ آپ بیان کرتے ہیں۔" میں اور رسول اللہ دونوں عام الفیل میں پیدا ہوئے تھے۔"[1]

چچیرے بھائی کا بیان حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو ایک ہی کنبے کے فرد ہیں، مختلف طریقوں سے ایسی روایتیں ملتی ہیں کہ آپ ربیع الاول کے مہینے میں اُس سال تولد ہوئے، جس سال ابرہہ نے مکے پر فوج کشی کی۔[2]

---

[1] البدایہ ص ۲۶۰-۲۶۱- [2] البدایہ ص ۲۶۰-

روایات کا تاریخی مرتبہ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر گھروں میں، خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، کچھ نہ کچھ گھریلو روایتیں پائی جاتی ہیں، جو منتشر صورت میں کافی مدت تک خاندان میں جاری رہتی ہیں، گو شروع شروع میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی، لیکن اگر یہی روایتیں کسی اہم شخصیت سے وابستہ ہوجائیں تو انھیں تاریخی روایتوں کا رُتبہ ملتا ہے۔ چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخِ ولادت کے سلسلے میں بھی اِسی قسم کی روایتیں مذکورہٗ بالا احوال میں موجود ہیں، جنھیں بنیادی حیثیت دی جاسکتی ہے اور جنھیں نظرانداز کرنا مشکل ہے۔

یومِ ولادت کا تیقن ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مندرجہ 'الف' سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ پیر کے دن پیدا ہوئے وہاں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دوشنبے کے روز پیدا ہونے کی روایت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گھریلو روایت تھی، جو آپؐ نے اپنے بزرگوں سے سُنی ہوگی، اس لئے میری دانست میں دوشنبے کی ولادت کسی طرح بھی مشکوک نہیں۔

عام الفیل کا تیقن ظاہر ہے کہ سنہ عام الفیل کے ربیع الاول میں آں حضرتؐ کے پیدا ہونے اور چالیس سال کی عمر میں آپؐ پر وحی نازل ہونے اور تیرہ سال بعد مدینے کو ہجرت کرنے اور دس سال وہاں قیام فرمانے کے بعد وفات پانے کی روایت مندرجہ 'د' بھی گھریلو ہے۔ یہ اطلاعیں ہاشمی گھرانے کے سن رسیدہ افراد نے عبداللہ بن عباسؓ کو پہنچائی ہوں گی، اِس طرح قیس بن مخرمہ کو اپنے اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سالِ عام الفیل میں پیدا ہونے کا علم خود اپنے گھر والوں سے پہنچا ہوگا۔

ابرہہ کی آمد اور حملے کا دن بعض مؤرخوں نے کچھ ایسی روایتیں بھی بیان کی ہیں، جن میں ابرہہ کی آمد کا دن اور تاریخ بھی بیان کی گئی ہے۔ اِن روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حملہ[1] اتوار کے دن، نصف محرم یعنی پندرہ (۱۵) کو کیا گیا تھا، اور اِس سے چالیس (۴۰) سے لے کر پچپن (۵۵) دن بعد پیغمبرِ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی، ان روایتوں کا پہلا جز یعنی مکّے پر حملے کی تاریخ اور دن بڑی حد تک قابلِ اعتماد قرار دیا جاسکتا ہے۔ کیوں کہ یہ حادثہ نہ صرف مکّے کی تاریخ میں بالکل نیا تھا بلکہ پوری آبادی کے لئے انتہائی

---

[1] ابو الفداء، ص ۱۱۶۔

اہمیت رکھتا تھا، مگر دوسرا جزء یعنی پیغمبرِ اسلام کی تاریخِ ولادت کا حساب کچھ زیادہ بھروسے کے قابل نہیں۔ اور بظاہر بعد کے مؤرخوں اور راویوں کے حسابوں اور قیاسوں کا آئینہ دار معلوم ہوتا ہے۔

مؤرخ کے لئے تحقیقی اساس اس روایتی جائزے سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ دوشنبے کا دن، بارھویں ربیع الاول اور عام الفیل ہماری تحقیق کا بُنیادی نقطہ ہے، وہاں یہ سوال بھی سامنے آتا ہے کہ سنہ عام الفیل کو کس عیسوی سنہ سے تطبیق دیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخِ ولادت کا مسئلہ زیادہ سے زیادہ صاف ہوجائے ؟

تعینِ عام الفیل کا دلچسپ طریقہ یہ سوال اگرچہ تاریخی نقطۂ نظر سے انتہائی جاذبِ توجہ اور دلچسپ ہے، مگر مؤرخوں کے پاس شاید اس سے بھی کہیں زیادہ دلچسپ اس کا جواب ہے، وہ یہ کہ عام الفیل کی ابتدا اُس سال ہوئی تھی، جس سال آپؐ پیدا ہوئے تھے، یہ حقیقت ہے کہ ہمیں اس سنہ کے متعلق بجز اس کے اور کچھ معلوم نہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا سال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عام طور پر اس سنہ کا استخراج آپؐ کی تاریخِ ہجرت یا رحلت سے کیا جاتا ہے۔

ہجرت یا رحلت سے عام الفیل کا تعین چوں کہ تمام صحابہ اور صدرِ اوّل کے مؤرخوں کی عمومی تحقیق یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی مجموعی عمر ترسٹھ ۶۳ سال سے متجاوز نہیں ہوئی اور ولادتِ اقدسؐ ہجرتِ مقدسہ سے لامحالہ ترپن ۵۳ برس پہلے ہوئی، اس لئے اگر تاریخِ ہجرت سے ترپن ۵۳ سال پیچھے لوٹا جائے تو عام الفیل کی صحیح تاریخ متعین ہوجاتی ہے، گویا معلوم سے نامعلوم کو دریافت کرلینا ممکن ہے، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ موجودہ زمانہ کے مؤرخ تاریخِ ولادت کے سلسلے میں متحد الخیال نہیں۔ بعض ۵۷۰ء اور بعض ۵۷۱ء بتاتے ہیں۔

متقدمین اور متاخرین کے مستخرجہ سنہ ولہاؤزن، اگست مولر، سرولیم میور اور دار لیمجین آف اسلام (مذہب اسلام)[1] کے مصنف وغیرہ کے نزدیک آپ ۵۷۰ء میں پیدا ہوئے تھے، اس کے برخلاف صاحب تاریخ دُول العرب والاسلام، اور پالمر وغیرہ نے ۵۷۱ء کو سالِ ولادت قرار دیا ہے۔ مولانا شبلی نے محمود فلکی کی سند سے اور قاضی محمد سلیمٰن صاحب سلمان منصور پوری نے اسی کو قبول کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اپنے رسالہ تحقیقی موسوم بہ نامِ تاریخی 'نطق الہلال بارخ ولاد الحبیب والوصال' میں اسی کو حساباً استخراج کیا ہے۔ مگر لطف یہ کہ یہ دونوں سنہ غالباً صحیح نہیں۔

---

[1] THE RELIGION OF ISLAM BY AHMAD A. GALWASH, PH.D., LITT.D.

۵۷۰ء پر استحالہ | ۵۷۰ء تو از روئے حساب صحیح نہیں بیٹھتا، اس لئے کہ یہ نہ قمری حساب سے مطابقت رکھتا ہے نہ شمسی حساب پر پورا اُترتا ہے اور صرف پرسیوال[2] کے انوکھے حسابی عمل کا نتیجہ ہے۔

۵۷۱ء پر استحالہ | رہا ۵۷۱ء تو بظاہر اس سے آپؐ کی عمر شریف سے تو مطابقت ہوتی ہے، مگر یوم الفیل سے اور یوم ولادت سے نہیں ہوتی، محرم کی پندرہ اور ربیع الاول کی بارہ کو جمعہ کا دن پڑتا ہے، میری دانست میں یہ قرونِ وسطیٰ کے 'مسلمان منجموں' کے اوہام کا ایک دلچسپ نمونہ ہے۔ کیوں کہ از روئے حساب ۵۷۱ء کے مارچ اور اپریل میں مشتری کا زحل سے قِران ہوا تھا، جس کا نام ہمارے منجموں نے 'قرانِ ملت' یا 'قرانِ ملتِ اسلام' رکھا ہے، ان کے نزدیک یہ قِران چوں کہ ایک بڑا آسمانی واقعہ اور ملتِ اسلام پر دال تھا۔ اس لئے اِن شیدائیانِ ملت نے بانیٔ ملت کی ولادت کے لئے بھی یہی شبھ گھڑی زیادہ مناسب سمجھی، حالانکہ تاریخی نقطۂ نظر سے یہ ایک فاش غلطی تھی،

۵۷۱ء پر مثبت جرح و تردید | جب خود مورخوں اور منجموں کو ایک طرف یہ تسلیم ہے کہ پیغمبرِ اسلام ٹھیک اُسی سال پیدا ہوئے تھے، جس سال یمن کے حبشی حاکم ابرہہ نے مکے پر فوج کشی کی تھی تو دوسری طرف یہ کیسے ممکن ہے کہ آپؐ کی ولادت اپریل ۵۷۱ء میں مشتری و زحل کے قِران کے وقت قرار دی جاسکے؟ کیوں کہ اس سے تقریباً ایک سال پہلے یعنی ۵۷۰ء میں یمن سے حبشی خاندان کا کلیتہً خاتمہ ہو چکا تھا اور وہاں ایرانی فوجیں پوری طرح قابض ہو چکی تھیں[1] اِس قِران کے وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ ابرہہ کو ۵۷۱ء میں زندہ کر کے اُس سے پہلے تو یمن فتح کرایا جائے اور اِس کے بعد وہ مکے کی تسخیر کے لئے خروج کرے۔

تاریخی تضاد کی بنیادی وجہ | حقیقت یہ ہے کہ اِن تمام تاریخی تضاد اور اوہام کی بنیادی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ ہمارے اسلاف مدتِ مدید سے مکی تقویم فراموش کر چکے تھے۔ اور اُن کے سامنے صرف ہجری تقویم تھی جو خالص قمری حساب پر مبنی ہے، آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت چوں کہ جون ۶۳۲ء میں ہوئی تھی، اس لئے قمری حساب کی رُو سے ترسٹھ (۶۳) سال پہلے اپریل ۵۷۱ء کی تاریخ پڑتی ہے، جس میں یہ قِران ہوا تھا، مگر اصولاً یہ

---

[1] ایران بعہد ساسانیان ص ۵۰۰ نیز انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا طبع نہم، جلد ۱۸، ص ۶۱۳ اور جلد ۲۴ ص ۴۳۹۔

[2] پرسیوال کے طریقۂ حساب پر ہم بشرط حیات آئندہ مقالے میں بحث کریں گے۔ ۱۲ منہ۔

طریقۂ حساب غلط ہے، یوں کہ سرکارؐ مکے میں تولد ہوئے، مکے ہی میں پروان چڑھے۔ عمر کی ترپن[۵۳] سردیاں اور گرمیاں وہیں بیتیں، اور جب مدینے میں رونق افروز ہوئے تو وہاں بھی نو[۹] برس تک مکی سال ہی چلتے رہے[۱]۔ اس لئے اب جبکہ مکے کی گم شدہ تقویم کی بازیافت ہوگئی ہے تو میری دانست میں آپؐ کی عمرِ شریف کا حساب بھی اسی تقویم سے ہونا چاہیئے۔

مکی تقویم کی توضیح مکی سنہ قمری شمسی تھا، جس کی ابتدا ہمیشہ نقطۂ اعتدالِ خریفی یعنی شمس کے برج میزان میں داخلے کے منصلہ چاند سے[۲] ہوتی تھی، یوں سمجھئے کہ سال تو شمسی تھا، لیکن مہینے قمری تھے۔

مکی سال کا مبدا ۱۳ ستمبر ۶۲۲ء جولیانی یوم دوشنبہ کو مکی تقویم کے ماہِ محرم کی پہلی تاریخ تھی۔

مکی تقویم کی اساس پر عام الفیل کا صحیح استعلام یہ سب کو تسلیم ہے کہ ہجرت کے وقت نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سنِ شریف تقریبًا ترپن[۵۳] سال تھا۔ اس لئے ۶۲۲ میں سے ۵۳ گھٹا دیئے جائیں تو ۵۶۹ رہتے ہیں جو آنحضرتؐ کا سالِ ولادت ہوگا۔

یہ دیکھنے کے لئے کہ ۵۶۹ء میں آپؐ کی ولادت کس مہینے میں ہوئی ہمیں ۱۳ ستمبر ۶۲۲ء سے ۱۴ ستمبر ۵۶۹ء تک یعنی پورے ترپن[۵۳] سالِ شمسی کے دن دریافت کرنا ہوں گے، پھر انھیں قمیروں میں بدل کر یہ دیکھنا پڑے گا کہ سنہ عام الفیل کس دن اور کس عیسوی تاریخ کو شروع ہوا؟

چوں کہ جولیانی شمسی سال کا صحیح طول ۳۶۵٫۲۵ یومِ شمسی وسطی ہے اور قمری مہینے کا طول ۲۹٫۵۳۰۵۸۷۶۳ یومِ شمسی وسطی[۱] ہے، اس لئے

۵۳ سالِ شمسی کے دن = ۵۳ × ۳۶۵٫۲۵ = ۱۹۳۵۸٫۲۵

۵۳ سالِ شمسی کے قمری مہینے = ۱۹۳۵۸٫۲۵ ÷ ۲۹٫۵۳۰۵۸۷۶۳ = ۶۵۵ ماہ اور ۱۵٫۷۱۵۱۰۲۳۵ دن یا کسر کو ساقط کرکے ۶۵۵ مہینے اور ۱۵ دن۔

---

[۱] دی انڈین ایفی میریز اینڈ ناٹی کل المانک سنہ ۱۹۶۵ء ص ۴۴۶۔

[۲] معلوماتِ نامہ کے لئے ملاحظہ فرمایئے علوی صاحب کا مقالہ "واقعاتِ سیرتِ نبوی میں توفیقی تضاد اور اس کا حل" جو ماہ نامہ برھان میں مئی سنہ ۱۹۶۴ء سے دسمبر سنہ ۱۹۶۴ء تک مسلسل قسط وار شائع ہوا ہے۔ ۱۲ منہ

ظاہر ہوا کہ قمری مہینوں پر ۱۵ دن زائد ہیں۔ لہٰذا دو ہی صورتیں ہیں، یا تو پندرہ دن بیش یا پندرہ دن کم پر شمسی سال کا قمری مہینہ شروع ہوا تھا۔ اگر بیشی کو تسلیم کریں تو ۱۴ - ۱۵ = ۳۰ اگست ۵۶۹ء کو محرم کی پہلی تھی، اور پندرہ دنوں کی کمی پر ۱۴ + ۱۵ = ۲۹ ستمبر ۵۶۹ء کو یکم محرم تھی۔ اوّل الذکر تو تقویمی اعتبار سے قطعاً قابلِ قبول نہیں، جبکہ یہ معلوم ہے کہ مکی سال ہمیشہ نقطۂ اعتدالِ خریفی یعنی ۲۲ یا ۲۳ ستمبر کے قریبی چاند سے شروع ہوا کرتا تھا۔

تاریخِ مستخرجہ کی روایت سے تصدیق آیئے! ۲۹ ستمبر ۵۶۹ء کا دن معلوم کریں:

۵۳ برس شمسی کے دن ۱۹۳۵۸ - ۱۵ = ۱۹۳۴۳، جنھیں ہفتے پر تقسیم کیا تو ۲ بچ رہے۔ ۱۳ ستمبر ۶۲۲ء کو پیر کا دن تھا، پس نزولاً شمار کیا — دوشنبہ، یکشنبہ — معلوم ہوا کہ ۲۹ ستمبر ۵۶۹ء کو اتوار تھا۔

اس لئے یہ روایت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ ۱۵ محرم ۱ عام الفیل کو یکشنبہ تھا۔

تاریخِ ولادت کی تعیین چوں کہ بحسابِ اوسط قمری سال کے مہینے یکے بعد دیگرے تیس ۳۰ اور اُنتیس ۲۹ دن کے شمار ہوتے ہیں، اس لئے محرم کے تیس ۳۰ اور صفر کے اُنتیس ۲۹ کل اُنسٹھ ۵۹ دن ہوئے، ۱ عام الفیل کا مبدأ ۲۹ ستمبر تھا۔ لہٰذا ستمبر کے ۲۹ اور دو ۲ قمری مہینوں کے ۵۹، مجموع ۸۸ دن ہوئے، اب ستمبر اور اکتوبر کے ۶۱ دن خارج کئے تو نومبر کے ۲۷ دن باقی رہے۔ ظاہر ہوا کہ ۲۷ نومبر کو ربیع الاوّل کی پہلی تاریخ تھی۔

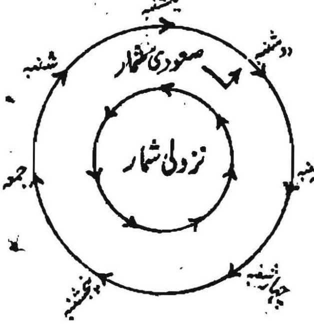

اب ۲۷ نومبر کا دن دریافت کرنا باقی ہے:

ستمبر کے ۲ + اکتوبر کے ۳۱ + نومبر کے ۲۷ = ۶۰ دن،

اس مجموعے کو ۷ پر تقسیم کیا (۶۰ ÷ ۷) تو ۴ باقی رہے۔

۲۹ ستمبر کو اتوار تھا۔ پس صعوداً شمار کیا — اتوار، پیر، منگل، بدھ — دریافت ہوا کہ ۲۷ نومبر ۵۶۹ء کو چہار شنبہ تھا اور اس دن ربیع الاول کی پہلی تھی۔

(ایک تاریخ کو دوسری میں بدلنے اور مدخل و مخرج دریافت کرنے کے متعدد قاعدے ہم نے اپنی تصنیف موسوم بہ

نامِ تاریخی " مفتاح التقویم لتطبیق الیوم والسنین ۱۹۶۱ع " میں درج کئے ہیں)

چوں کہ مؤامراتِ حسابیہ سے ہم سنہ ۱ عام الفیل کا مبدأ اور ماہِ ربیع الاوّل کا مدخل دریافت کر چکے ہیں تو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں جدول پیش کر کے مسئلۂ "ولادتِ خیر الانامؐ" کو زیادہ سے زیادہ صاف کرنے کی کوشش کریں۔ (جدول درجِ ذیل ہے)

تاریخِ عیسوی سنہ ۵۶۹ء	دن	تاریخ مکی سنہ ۱ عام الفیل	مہینے کے دنوں کی تعداد	کیفیت
۲۹ر ستمبر سنہ ۵۶۹ء	یکشنبہ	یکم محرم سنہ ۱ عام الفیل	۳۰	مبدءِ عام الفیل
۲۹ر 〃 〃	سہ شنبہ	یکم صفر 〃	۲۹	
۲۷ر نومبر 〃	چہار شنبہ	یکم ربیع الاوّل 〃		
۲۸ر 〃 〃	پنجشنبہ	۲ر 〃		
۲۹ر 〃 〃	جمعہ	۳ر 〃		
۳۰ر 〃 〃	شنبہ	۴ر 〃		
یکم دسمبر 〃	یکشنبہ	۵ر 〃		
۲ر 〃 〃	دوشنبہ	۶ر 〃		
۳ر 〃 〃	سہ شنبہ	۷ر 〃		
۴ر 〃 〃	چہار شنبہ	۸ر 〃		
۵ر 〃 〃	پنجشنبہ	۹ر 〃		
۶ر 〃 〃	جمعہ	۱۰ر 〃		
۷ر 〃 〃	شنبہ	۱۱ر 〃		
۸ر 〃 〃	یکشنبہ	۱۲ر 〃		
۹ر 〃	دوشنبہ	۱۳ر 〃		ولادتِ مقدسہ
↕	↕	↕		
۱۳ر ستمبر سنہ ۶۲۲ء	دوشنبہ	یکم محرم شمسی مکی		مبدءِ حسابیہ

یادداشت: چھٹی صدی عیسوی میں جولیانی اور گریگوری تاریخوں میں دو دن کا فرق تھا، جولیانی دو دن کم اور گریگوری تاریخ دو دن آگے تھی۔ ساتویں صدی میں یہ فرق بجائے دو روز کے تین روز کا ہوگیا تھا۔ جدولِ ہذا کے عیسوی تاریخ کے خانے میں جولیانی تاریخ درج کی گئی ہے۔ ۱۲ منہ

عہ مقالۂ زیرِ نظر کا تاریخی نام۔ ۱۲ منہ۔

جدول کے ملاحظہ سے واضح ہوا کہ ۲۷ نومبر سنہ ۵۶۹ء جولیانی کو چہار شنبے کے دن سنہ عام الفیل کے ماہِ ربیع الاول کی پہلی تاریخ تھی اور ۱۳ ربیع الاول کو دو شنبے کا دن تھا، جو باعتبارِ اوسط ہے۔

دن اور تاریخ کی مطابقت شریعتِ مطہرہ اور عرفِ عام میں تاریخ کا انحصار رویت پر ہے، حساب پر نہیں جب تک چاند آنکھ سے نہ دیکھا جائے تاریخ متعین نہیں ہوتی۔ اگر ماہِ منور ربیع الاول سنہ عام الفیل کی رویت بجائے سہ شنبہ یعنی ۲۹ صفر کی شام کے ۳۰ کی شام کو چہار شنبے کا دن گزار کر ہوئی ہو تو کوئی تعجب نہیں۔ پنجشنبے کی پہلی اور لازماً دوشنبے کی ۱۲ تھی، جو عین قولِ جمہور ہے اور جس کے ماننے میں نہ کوئی قباحت نہ تامل کی گنجائش، نہ استحالہ، نہ حسابی رکاوٹ، اس لیے کہ غرۂ ہلالیہ غرۂ وسطیہ سے ایک روز بعد تو ہو سکتا ہے مگر ایک روز قبل نہیں ہو سکتا۔

نتیجہ پس دلائلِ ساطعہ اور براہینِ حسابیہ سے ثابت ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ۱۲ ربیع الاول سنہ عام الفیل، مطابق ۹ دسمبر سنہ ۵۶۹ء جولیانی، مطابق ۱۱ دسمبر سنہ ۵۶۹ء گریگوری کو پیر کے دن جولیانی مدت کے ۱۹۲۵۵۷۴ دن گزرنے کے بعد ہوئی، جو شواہدِ تاریخی کے عین مطابق ہے۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

صفحہ ۲۵۶ کا بقیہ

کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھ گئے ہیں "ان (مولانا مدنی) کا نظریہ یہ تھا کہ پہلے ہندو اور مسلمان دونوں مل کر ہندوستان کو آزاد کرائیں اور پھر مسلمان ممالک کو ہندوستان کو زیرنگیں لانے کی دعوت دیں" (ص ۲۸)

مولف کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مولانا حسین احمد صاحب مدنی علم و عمل، تقویٰ و طہارت، اور پھر سیاسی فکر و فہم کے اعتبار سے اس مرتبہ اور درجہ کے بزرگ تھے کہ ان کی طرف اس طرح کی انتہائی بزدلانہ، احمقانہ اور منافقانہ بات منسوب کرنا مولانا کی طرف سے اعتذار و دفاع نہیں بلکہ آپ اور آپ کے سیاسی رفقاء کے ساتھ سخت ناانصافی ہے۔ مولانا اور جمعیۃ علماء ہند تقسیم کے کیوں مخالف تھے؟ یہ کوئی ڈھکی چھپی اور پر اسرار بات نہیں۔ ان حضرات کی تحریریں اور تقریروں کے ریکارڈ موجود ہیں۔ پھر خواہ مخواہ قیاس آرائی کی کیا ضرورت؟ غالب کے شعر کا موقع اس سے بہتر اور کیا ہوگا!

کیا غمخوار نے رسوا لگے آگ اس محبت کو ۔۔۔ نہ لائے تاب جو غم کی وہ میرا رازداں کیوں ہو